فردوسماج کی معاشی فلاح میں اسلامی تصورِ انفاق کا کردار: آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی کا مطالعہ

(Role of Islamic Concept of *Infāq* in Economic Well-being of the Individual and Society: A Study of Qur'ānic Verses and Prophetic *Ḥadīths*)

* Dr. Saima Munir

** Muhammad Usman Khalid

***Dr. Muhammad Saeed

Abstract

The economic well-being of a state today is a great challenge. Islam claims that the principles and ideologies it has are the guarantors of economic well-being of the modern Islamic state and the protection of the society from the worsening economic conditions. One of these principles is the principle of *Infāq* (almsgiving) which means to spend the earnings on God's deserving creatures for the sake of His pleasure. This paper aims to know how many economic problems of the individual and society can be solved if the Islamic principle of almsgiving is followed according to its true spirit! The Study is based on the Qur'ānic verses and Prophetic traditions. It concludes that Islamic concept of almsgiving is the guarantor of economic well-being of the individual and society. When the state and society observe

* PhD Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha

** PhD Scholar Islamic Studies, UET, Lahore

*** PhD Tafsīr & Qur'ānic Sciences, Faculty of Islamic Studies, International Islamic University Islamabad

this principle wealth will come into circulation, the poor and backward sections of the society will also be able to have a better standard of living. As a result, poverty and destitution will be eradicated and the individual and society will prosper.

Key Words: Economic well-being, *Infāq*, Quran, *Ḥadīth*

عصرِ حاضر میں کسی ریاست کی معاشی فلاح ایک بہت بڑا چیلنج ہوتا ہے۔ پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک مسلسل اس کوشش میں ہیں کہ وہ کس طرح اپنے افرادِ معاشرہ کے معاشی حالات کو بہتر بنائیں۔اس چیلنج کے تناظر میں جدید ریاست کی معاشی فلاح ایک اہم موضوعِ تحقیق بن چکی ہے۔اسلام کے نقطۂ نظر سے وہ اپنے دامن میں جو اصول و نظریات رکھتا ہے، وہ جدید اسلامی ریاست کی معاشی فلاح اور افرادِ معاشرہ کو بدتر معاشی حالات سے بچانے کے ضامن ہیں۔ ان اصولوں میں سے ایک اصول انفاق ہے، جس سے مراد آدمی کا اللہ کے حکم کے تحت اس کی رضا و خوشنودی کے حصول کی غرض سے اپنی نیک کمائی کو اللہ کی مستحق مخلوق پر خرچ کرنا ہے۔ انفاق کے حوالے سے ویسے تو بہت گفت گو ہوتی ہے، لیکن فرد و معاشرے کی معاشی فلاح میں اس کے حقیقی کردار پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ ذیل کی سطور میں یہی جاننا مقصود ہے کہ انفاق کے اس اسلامی اصول پر اس کی حقیقی روح کے مطابق عمل ہو تو کیسے فرد و معاشرے کے بہت سے معاشی مسائل حل ہو سکتے ہیں! اس ضمن میں بحث و تحقیق کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ زیرِ نظر موضوع سے متعلق آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی کی روشنی میں وہ نکات سامنے لائے گئے ہیں، جو انفاق سے متعلق مقدس اسلامی نصوص کو معاصر فرد و معاشرت کی معاشی فلاح کی بنیادیں فراہم کر سکتے ہیں۔

سرمائے کی گردش

اسلامی تصورِ انفاق کے ذریعے سرمایہ امرا سے غربا کو منتقل ہوتا رہتا ہے۔ سرمائے کی ایسی گردش سے سوسائٹی کے غریب اور محروم طبقوں کی قوتِ خرید بڑھتی ہے، جس سے اشیا کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ طلب بڑھنے سے رسد بڑھتی ہے۔ طلب و رسد میں یہ اضافہ مندی اور کساد بازاری کا خاتمہ کرتا ہے۔ نتیجتاً سوسائٹی کی معاشی حالت سنور جاتی ہے۔قرآن میں سرمائے کی گردش کو غربت کے خاتمے کی کلید بتایا گیا ہے، جس کے ذریعے سرمایہ معاشرے کے بالائی طبقات سے نکل کر غریب طبقوں تک پہنچتا ہے۔ ارشاد ہے: **كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًم بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ**.[1] "تاکہ دولت تمھارے دولت مندوں ہی میں گردش نہ کرتی رہے۔"

---

[1] الحشر 59:7۔

اسلام کے نقطہ نظر سے صدقہ وانفاق دونوعیت کا ہے: 1۔فرض وواجب۔2۔ نفلی۔پہلا ضروری ہے اور دوسرا اختیاری۔ فرض وواجب صدقات میں زکوۃ، صدقہ فطر اور قربانی وغیرہ شامل ہیں۔ نفلی صدقات میں وہ تمام صدقات شامل ہیں جو فرض واجب صدقات کے علاوہ ہیں۔ پہلی نوع کے صدقات میں سب سے اہم اور نمایاں زکوۃ ہے۔ زکوۃ کا مقصود یہی ہے کہ دولت معاشرے میں گردش کرتی رہے؛ غریبوں اور سوسائٹی کے محروم طبقوں تک پہنچے؛امیروں کے ہاتھوں ہی میں نہ سمٹی رہے۔ پھر زکوۃ کی اہمیت اس قدر ہے کہ قرآن نے اسے نماز کے ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے: **وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔**[2] "اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔" قرآن کے نزدیک فرضی و نفلی صدقات کی اہمیت کا اندازہ اس بھی لگایے کہ اس کے نزدیک صاحبان مال اس کے بغیر پاکی ہی حاصل نہیں کر سکتے۔ فرمایا گیا: **خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَ تُزَکِّیْھِمْ بِھَا۔**[3] "(اے نبی) ان کے اموال میں سے صدقہ (یعنی زکوۃ) لو جس سے انہیں پاک و صاف کرو۔" قرآن کی رو سے زکوۃ کے آٹھ مصارف انفرادی و اجتماعی معاشی ترقی کا روڈ میپ ہیں ان کے ذریعے دولت فقیر، مسکین، زکوۃ کے منتظمین، وہ لوگ جن کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنا مقصود ہو، جنگی قیدیوں اور غلاموں کا آزاد کرنے، مفلوک الحال مقروضوں کے قرض ادا کرنے، اللہ کا حکم بلند کرنے کے اخراجات اور مسافروں کی مدد اور انھیں سہولت بہم پہنچانے کے لیے خرچ کی جاتی ہے [4]، جس کے نتیجے میں دولت کی گردش یقینی بنتی ہے اور معاشی خوشحالی کے امکانات انفرادی و اجتماعی ہر دو سطح پر روشن ہو جاتے ہیں۔ دوسری نوع کے صدقات اگرچہ فرض واجب نہیں لیکن ان کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اسلام نے تعلیم دی ہے کہ اہل ثروت اپنے مال کو مخلوقِ خدا کی بھلائی پر دل کھول کر خرچ کریں۔ اس حوالے سے اس کے تقاضے اور مطالبے کا اندازہ اس آیت مبارکہ سے لگایے: **یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ۔**[5] "آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ آپ فرمایے: جو ضرورت سے زائد ہو۔" قرآن حکیم میں آدمی کی کامیابی کا ایک راز یہ بتایا گیا ہے کہ وہ دل کی تنگی میں مبتلا نہ ہو اور مال کو حاجت مندوں میں کرچ کرتا

---

[2] البقرہ 2:43۔

[3] التوبہ 9:103۔

[4] ارشاد ہے: **اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُھُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔** (التوبہ 9:60)

[5] البقرہ 2:219۔

رہے۔ارشاد ہے: وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِاَّ نْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔[6] "اور (راہِ خدا میں) خرچ کرو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے اور جو دل کی تنگی سے بچے رہے وہی کامیاب ہونے والے نہیں۔"

احادیث میں بھی اس حوالے سے بہت سا مواد ہے کہ کس طرح حضور ﷺ نے سوسائٹی میں دولت کی گردش کو یقینی بنانے کی ترغیب دی اور اس کے لیے بہت سے عملی اقدامات کیے۔ حدیث میں آتا ہے: صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا اور بری موت سے بچاتا ہے۔[7] دو آدمی قابل رشک ہیں، ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور دوسرا وہ جسے علم دیا گیا جس پر وہ خود بھی عمل کرتا اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہے۔[8] اللہ تعالیٰ نیک کمائی سے دیے ہوئے تمھارے صدقے کو یوں پالتا ہے جیسے تم بچھیرے کو پالتے ہو یہاں تک وہ ثواب میں احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔[9] آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو داعی اسلام بنا کر یمن بھیجا تو انھیں وہاں کے لوگوں کو جن اہم مذہبی فرائض کی ادائیگی کی دعوت دینے کی تلقین فرمائی، ان میں ایک زکوۃ بھی تھی۔آپ نے فرمایا: انھیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر زکوۃ فرض کی ہے، جو ان کے امیروں سے لے کر غریبوں کو دی جائے گی۔[10] وفدِ عبدالقیس نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اسلامی تعلیمات سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے سب سے پہلے نماز اور زکوۃ کا ذکر فرمایا۔[11] بعض احادیث کے مطابق جس مال کی زکوۃ ادا نہ دی گئی، وہ قیامت کے دن صاحبِ مال کے لیے شدید اذیت وتکلیف کا باعث بنے گا۔[12]

---

[6] التغابن 16:64

[7] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی (بیروت، دار الغرب الاسلامی، 1998ء) 2:45، كتاب الزكاة، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّدَقَةِ، رقم الحدیث: 664۔

[8] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری (دار طوق النجاۃ، 1422ھ) 9:62، كِتَابُ الأَحْكَامِ، بَابُ أَجْرِ مَنْ قَضَى بِالحِكْمَةِ، رقم الحدیث: 7141۔

[9] ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمان بن الفضل الدارمی، سنن الدارمی (دار المغنی للنشر والتوزیع، سعودی عرب، 1412ھ) 2:1042، كِتَاب الزَّكَاةِ، بَابٌ فِي فَضْلِ الصَّدَقَةِ، رقم الحدیث: 1717۔

[10] ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم (بیروت، دار احیاء التراث العربی، ت ن) 1:50، كِتَابُ الْإِيمَانَ، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإسلام، رقم الحدیث: 19۔

[11] البخاری، صحیح البخاری، 2:105، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ وُجُوبِ الزَّكَاةِ، رقم الحدیث: 1398۔

[12] ایضاً، 6:39، كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ، بَابُ (وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ، بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ، سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ)، رقم الحدیث: 4546۔

زکوۃ سے متعلق حضور ﷺ کی سخت تاکید کا نتیجہ تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے خلاف تلوار اٹھالی، جنھوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ منکرینِ زکوۃ چونکہ توحید کے قائل تھے ،اس بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جنگ کے معاملہ میں کچھ تحفظات کا اظہار کیا، تو حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا: "خدا کی قسم جو نماز اور زکوۃ میں فرق کریں گے اور بکری کا ایک بچہ بھی روکیں گے ،جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بطورِ زکوۃ دیا کرتے تھے، تو میں ان کے خلاف ضرور جہاد کروں گا۔"[13]

حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ نے نفلی صدقات کے حوالے سے بے نظیر نمونے پیش فرمائے۔ آپ ﷺ کی عطاو بخش کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ بھی پاس ہوتا سب کا سب ضرورت مندوں کو دے دیتے۔ کوئی سائل آپ کے در سے خالی ہاتھ نہ لوٹتا۔ اگر پاس کچھ نہ ہوتا تو قرض لے کر عطا کر دیتے۔ گھر میں فاقے ہوتے مگر مالِ غنیمت میں جو حصہ ملتا وہ غربا میں بانٹ دیتے۔ حضور ﷺ کے فیضِ صحبت وتربیت کی بنا پر صحابہ بھی اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے۔ اس سلسلے میں ان کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایے کہ خود خالقِ کائنات نے قرآن میں ان کی صفت بیان فرمائی۔ ارشاد ہوا: **وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔**[14] "اور ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود سخت حاجت مند ہوں۔"

مال کا بڑھنا اور کاروبار کی ترقی

انفاق کے معنی بڑھنے اور نمو پانے کے بھی ہیں اور انفاق کو انفاق اس لیے بھی کہتے ہیں کہ اس سے مال بڑھتا ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن میں انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے مال کے نمو پانے کا ذکر کیا گیا ہے۔۔ ارشاد خداوندی ہے: **يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ۔**[15] "اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔" سود کا مٹنا اور انفاق کا بڑھنا اس طرح بھی ہے کہ سود سے دولت چند ہاتھوں میں سمٹتی اور معیشت کا پہیہ رُک جاتا ہے ،جب کہ انفاق سے دولت غریبوں کو منتقل ہوتی ہے، جس سے وہ کمانے اور کاروبار کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور معیشت کا پہیہ رواں دواں رہتا ہے۔ یوں اسلام کے تصورِ انفاق سے نہ صرف انفرادی سطح پر غربت کا خاتمہ ہوتا ہے ، بلکہ معاشرے میں دولت بڑھتی ہے، جس کے نتیجے میں سوسائٹی خوشحالی کی طرف گامزن ہو جاتی ہے۔

انفاق کے اسلامی اصول پر عمل کے نتیجے میں انفرادی اور اجتماعی کاروبار میں ترقی کے وسیع امکانات ہیں ۔ فرضی و نفلی صدقات کے اسلامی ضوابط کی موجودگی میں جب صاحبِ مال دیکھے گا کہ اس کے پیسے نے اس کے ہاتھوں سے مختلف صورتوں میں نکلنا ہی ہے، تو وہ اپنے مال کو یونہی ڈالے ہوئے نہیں رکھے گا بلکہ کسی نہ کسی کاروبار میں لگائے گا؛ وہ دیکھ رہا ہوگا کہ اس

[13] ایضا، 2:105، كِتَابُ الزَّكَاةِ،بَابُ وُجُوبِ الزَّكَاةِ، رقم الحدیث: 1399,1400۔

[14] الحشر 59:9۔

[15] البقرہ 2: 276۔

مال سے انفاق کی مسلسل ادائیگی اسے کم کرتی ہے؛ لہٰذا عقل مندی یہی ہے کہ میں اپنے سرمائے کو کسی نفع بخش کام میں لگاؤں تاکہ مال بڑھے جس سے مجھے بھی فائدہ ہو اور اس سے متعلق دیگر افرادِ معاشرہ کو بھی۔ کاروبار میں ترقی ہوتی ہے، تو ملکی معیشت ترقی کرتی ہے۔ بہ الفاظِ دیگر کسی مملکت اور معاشرے کو فلاحی مملکت اور معاشرہ بنانے کے لیے دولت کی منصفانہ تقسیم اور مملکت و معاشرے کے تمام طبقات اور اداروں پر توجہ دینا ضروری ہے۔ زکوۃ کو صحیح طور پر جمع کرکے قرآن کے بیان کردہ مصارف پر خرچ کرنے سے یہ مقصد بخوبی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اگر امرا اپنی دولت پر سانپ بن کر بیٹھ جائیں اور غربا ناداری کی چکی میں پستے رہیں تو غریبوں میں امیروں کے خلاف شدید نفرت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ زکوۃ و انفاق کے نظام میں چونکہ امرا اپنے غریب بھائیوں کی مالی مدد کرتے اور ان کا درد بانٹتے ہیں، اس لیے غربا میں امرا کے لیے اخوت و محبت اور خیر خواہی کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، اور یوں معاشرے میں امن وسکون کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔

بے پناہ معاشی تفاوت و تباہی سے بچاؤ کا راستہ

انفاق بے پناہ معاشی تفاوت اور تباہی سے بچنے کا اہم ذریعہ ہے۔ سرمایہ دارانہ اور سودی نظام میں افرادِ معاشرہ میں بے پناہ معاشی تفاوت پیدا ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگ تو انتہائی امیر اور بے حد و حساب دولت کے مالک ہوتے ہیں، جب کہ دوسری طرف انتہائی غریب اور نانِ شبینہ کے محتاج۔ انفاق کا اصول اس بے پناہ فرق کے خاتمے اور دولت کی منصفانہ تقسیم کا سبب بنتا ہے۔ انفاق کا اسلامی ضابطہ ہی وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعے طبقاتی تقسیم کی تباہی سے بچا جاسکتا ہے۔ اس تناظر میں افراد و معاشرت کی ذمے داری ہے کہ وہ انفاق کے اسلامی اصول پر توجہ دیں اور ہلاکت سے بچیں۔ ہلاکت کے گڑھے میں گرنا سے محفوظ ہونے کی کوشش اسلام کی نہایت اہم تعلیم ہے اور یہ انفاق ہی سے پیوستہ ہے۔ ارشاد ہے: **وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ**.[16] "اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔" چنانچہ قرآن نے تعلیم دی کی اپنی دولت کو ڈالے نہ رکھو جو کماتے ہو اور جو زمین کے سینے سے نکلتا ہے راہِ خدا میں کرچ کرتے رہو:: **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ**.[17] "اے ایمان والو! تم جو چیزیں کماؤ ان سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اس سے (بھی) جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا۔"؛ **اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ**.[18] "جو لوگ اپنے اموال دن رات، ظاہر و پوشیدہ خرچ کرتے رہتے ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے، نہ ان کو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"؛ **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ**

[16] البقرہ 2:195۔

[17] البقرہ 2:267۔

[18] البقرہ 2:274۔

يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَ لَا شَفَاعَةٌ۔[19] "اے ایمان والو! جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی، نہ دوستی اور نہ سفارش۔"

اکتنازِ زر، بخل و کنجوسی اور عدمِ انفاق معاشی تباہی کے بنیادی اسباب میں سے ہیں، ان کے تباہ کن اثرات سے بچانے کے لیے قرآن نے ان سے احتراز پر زور دیا۔ ارشاد ہے: **وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۔**[20] "جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر سنادو۔ روزِ جزا کو اس (سونے چاندی) پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی پھر اس سے ان کے ماتھوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے وہ جسے تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا سو جو جمع کرتے رہو ہو اس کا مزہ چکھو۔" غریبوں مسکینوں کی مدد نہ کرنے والے کو جہنم کا مستحق قرار دینے کے ساتھ ساتھ روزِ جزا کا منکر بھی ٹھہرا گیا ہے۔ ارشاد ہے: **اَرَءَ يْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ۔ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ۔ وَلاَ يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ۔**[21] "کیا تم اس شخص کو دیکھا جو روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے۔ وہ شخص وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔"

غریب پروری کا سامان

انفاق سوسائٹی کے ضرورت مندوں کے لیے معاشی تحفظ کا نہایت اہم ذریعہ ہے۔ بہ الفاظِ دیگر انفاق غریب پروری کا سامان فراہم کرتا ہے۔ اگر کوئی مالدار یا صاحب حیثیت آدمی گردشِ حالات کی بنا پر مجبور و نادار ہو جائے تو اسلامی معاشرے میں وہ در در کی ٹھوکریں نہیں کھاتا پھرے گا۔ بلکہ انفاق کا اصول اس کا کفیل ہو جائے گا اور اسے از سرِ نو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد دے گا۔ یوں انفاق سماج میں معاشی خوشحالی لاتا ہے۔ جب سرمایہ مختلف لوگوں میں گردش کرتا ہے، ارتکازِ دولت اور معاشی تفاوت کا خاتمہ ہوتا ہے، مندی اور کساد بازاری باقی نہیں رہتی، کاروبار ترقی کرتا ہے اور معاشرے کے غریب اور بے وسیلہ لوگ بھی معیشت کی ترقی میں مدد دیتے ہیں، تو ملکی و قومی سطح پر خوشحالی کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ زکوۃ دینے والے تو ہوتے ہیں مگر لینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ انفاق کی غریب پروری ہی کی ایک صورت ہے کہ اس کے ذریعے معاشرے میں اہلِ ثروت کی دولت عام غربا کے ساتھ ساتھ اپنے رشتے داروں کو بہ طورِ خاص منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اسلام اگرچہ تمام غربا پر خرچ کا حکم دیتا ہے لیکن رشتہ داروں کے حوالے سے اس نے خصوصیت کے ساتھ تاکید فرمائی ہے۔ یہ ترتیب ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے کہ مال پہلے اپنے قریبی مستحق لوگوں پر

---

[19] البقرہ 2:254۔

[20] ۔التوبہ 9:35،34۔

[21] الماعون 107:1-3۔

خرچ کیا جائے اور بعد میں دوسرے افراد پر۔ قریبی لوگوں میں والدین سب سے پہلے آتے ہیں، پھر درجہ بدرجہ دیگر اقربا، پھر یتیم، پھر اور لوگ۔ ارشاد خداوندی ہے: **مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ**-[22] "اور جو مال تم خرچ کرو وہ والدین اور قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔"

انفاق کے ذریعے اسلام کی غریب پروری کے اور بھی کئی پہلو ہیں۔ مثلاً ایک اہم پہلو یہ ہے کہ غریب کو نی صرف دینے کی ترغیب ہے بلکہ اچھی اور پسندیدہ چیز دینے کی تاکید ہے۔ ارشاد ہے: **لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ**.[23] "تم نیکی (کے کمال) کو نہیں پہنچ سکتے جب تک ان چیزوں سے خرچ نہ کرو جو تمھیں پسند ہیں۔" یہی نہیں بلکہ ناقص اور ناپسندیدہ چیز خرچ کا قصد کرنے کے امکان پر شرم دلائی گئی ہے کہ کسی مستحق کو دیتے وقت آدمی کو سوچنا چاہیے کہ اگر وہ مستحق ہوتا اور یہی چیز اسے دی جاتی تو اسے لینا گوارا کرتا؟ فرمایا: **وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا**.[24] " اور ناقص چیز کا ارادہ نہ کرو (کہ) اس سے خرچ کرو حالانکہ تم (خود) اسے لینے والے نہیں الا یہ کہ تم چشم پوشی کرو۔"

ایک اور پہلو یہ ہے کہ غریب کو دینا کوئی اس پر احسان نہیں، جو بھی دے اللہ کی رضا کے لیے دے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں اسی انفاق پر اخروی جزا کی نوید سنائی گئی ہے، جو غریب پر احسان کے خیال سے پاک ہو، جو شخص طعنے دیتا اور احسان جتلاتا ہے وہ اپنا ثواب باطل کر لیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى**.[25] " اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر باطل نہ کرو۔" دکھاوا اور ریاکاری انفاق کو جس طرح بے ثمر بناتی ہے اس کو قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر تمثیلات سے واضح کیا گیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ دکھاوے کے لیے مال خرچ کرنے والے کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر مٹی ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑے اور اسے صاف کر ڈالے۔ یعنی جس طرح پتھر پر پڑی ہوئی ہلکی سی مٹی میں سے لہلہاتی فصل کا اگنا محال ہے، کہ اس کو تو ذرا سی بارش ختم کر دیتی ہے، ایسے ہی ریاکاری کا انفاق ظاہراً بھلا معلوم ہو سکتا ہے لیکن نتیجے کے اعتبار سے صفر ہے۔ **كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا**.[26] ایک اور جگہ فرمایا کہ دکھاوے کا انفاق ایسے ہی ہے جیسے آدمی کا کوئی بڑا زبردست اثاثہ ہو لیکن عین ضرورت کے وقت تباہ و برباد ہو جائے مثلاً آدمی کا کھجور اور انگور اور دیگر پھلوں کا حامل باغ ہو، جس کے نیچے نہریں رواں ہوں، آدمی کو بڑھاپا آ جائے اور اس کی اولاد کمزور و ناتواں ہو عین اس وقت اس باغ کو آگ کا بگولا تباہ و برباد کر ڈالے۔ دکھاوے کے لیے

[22] البقرہ 2:215۔

[23] آل عمران 3:92۔

[24] البقرہ 2:267۔

[25] البقرہ 2:264۔

[26] البقرہ 2:264۔

خرچ کیا مال حشر کے دن یونہی بے کار جائے گا۔ **اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ۔**[27] اس ضمن میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اسلام کے نقطۂ نظر سے کسی کی عزت نفس مجروح ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اعلانیہ انفاق ہو سکتا ہے لیکن اگر کسی کی عزتِ نفس مجروح ہو رہی ہو تو نہایت خفیہ طریقے سے خرچ کرے یہاں تک کہ اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی اس کی خبر نہ ہو: **وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔**[28] "اگر تم صدقات کو ظاہر کرو تو وہ اچھی بات ہے اور اگر تم انہیں چھپاؤ اور فقیروں کو (پوشیدہ طور پر) دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔"

قرآن اللہ کے نیک بندوں کی صفات میں تکرار کے ساتھ آیا ہے کہ وہ مال کو محض اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتے ہیں، اور اس کے علاوہ کوئی لالچ نہیں رکھتے۔ چند آیات قرآنی ملاحظہ کیجیے: **اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا۔**[29] "ہم تو تمھیں صرف اللہ کے لیے کھلاتے ہیں، تم سے کسی بدلے یا شکر گزاری کے آرزو مند نہیں۔"؛ **وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔**[30] "اور ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ کی رضا کی طلب میں اور اپنے دلوں کی مضبوطی و یقین کے لیے خرچ کرتے ہیں، بلند جگہ پر واقع ایک باغ کی مانند ہے جس پر تیز بارش پڑے تو وہ دگنا پھل لائے، پھر اگر تیز بارش نہ پڑے تو پھوار (ہی کافی ہے) اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔"؛ **وَ مَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ۔**[31] "اور تم اللہ کی رضا ہی کی طلب میں خرچ کرتے ہو۔"؛ **اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔**[32] " جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو انھوں نے خرچ کیا اس کے بعد (اس پر) احسان نہیں جتلاتے اور نہ تکلیف دیتے ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

معاشی ترقی کے لیے جرائم سے پاک ماحول پیدا کرنے کی سبیل

کسی سوسائٹی معاشی فلاح اس میں امن کے بغیر ممکن نہیں۔ انفاق کا اصول معاشرے میں معاشی ترقی کے لیے پر امن ماحول پیدا کرنے کی سبیل ہے۔ اس سے جرائم کی روک تھام میں مدد ملتی ہے۔ اگر مفلس و قلاچ لوگوں کا کوئی پرسانِ

---

[27] البقرہ 2:266۔

[28] البقرہ 2:271۔

[29] الدھر 76:9۔

[30] البقرہ 2:265۔

[31] البقرہ 2:272۔

[32] البقرہ 2:262۔

حال نہ ہو تو وہ چوری، ڈکیتی، دھوکہ دہی اور قتل و غارت گری جیسے جرائم کی راہ پر چل نکلتے اور معاشرے کا امن غارت کر دیتے ہیں۔ انفاق کے اسلامی تصور میں چونکہ ایسے افراد کی مالی مدد ہوتی ہے اور وہ کاروبار کرکے اپنی روزی روٹی کا باعزت طور پر انتظام کر سکتے ہیں، اس لیے وہ جرائم میں مبتلا ہونے سے بچے رہتے ہیں۔ جب دولت صاحب ثروت لوگوں کے پاس جمع ہوتی رہتی ہے تو دولت کی فراوانی انہیں مختلف اخلاقی بیماریوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اس کے برعکس انفاق امرا کے پاس بے پناہ دولت اکٹھی نہیں ہونے دیتا، جس سے وہ عیش کوشی، کاہلی اور اسراف و تبذیر جیسے اخلاقی امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔ مال و دولت آدمی کے لیے ایک بڑی آزمایش ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **فِتْنَةُ أُمَّتِي المَالُ۔**[33] " میری امت کا فتنہ مال ہے۔" مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا اپنے آپ کو بخل و کنجوسی اور حرص و ہوا جیسی آلودگیوں سے پاک کر لیتا ہے، اور یہی پاکیزگی دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: **وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔**[34] اور جو نفس کی حرص و ہوا سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ ایک دوسری جگہ فرمایا: **وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى۔ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى۔**[35] "اور اس (دوزخ) سے وہ شخص بچا لیا جائے گا جو اپنا مال دوسروں کو دیتا ہے تاکہ پاک ہو۔" جب انفاق وزکوۃ وغیرہ کے ذریعے صاحبِ مال اپنے مال میں سے غریب و محروم بھائیوں کا حق ادا کرتا ہے، تو بقیہ مال پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ جب مال پاک صاف ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالتا ہے۔ وہ بڑھتا بھی ہے اور نقصان اور ضیاع سے بھی محفوظ رہتا ہے۔"

خلاصہ بحث

خلاصہ بحث یہ کہ اسلامی تصور انفاق فرد و معاشرے کی معاشی فلاح کا ضامن ہے۔ عصرِ حاضر میں معاشی فلاح و بہبود کی علمبردار حکومت کو چاہیے کہ وہ انفاق کو اسلامی احکام سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے نہ صرف فرض انفاق کا نظام رائج کرے بلکہ اہلِ اسلام کو ترغیب دے اور ان کے لیے ایسے احوال پیدا کرے کہ ان کے اہلِ ثروت زیادہ سے زیادہ رقم حاجت مندوں کی ضروریات کے لیے خرچ کریں۔ اس طرح جب دولت گردش میں آئے گی تو معاشرے کے غریب اور پسماندہ طبقات بھی بہتر معیار زندگی کے حامل ہو سکیں گے۔ نتیجتاً غربت اور مفلوک الحالی کا خاتمہ ہوگا اور ریاست معاشی ترقی کی منازل طے کرے گی۔

---

[33] محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، 4: 569، أَبْوَابُ الزُّهْدِ ،بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فِتْنَةَ هَذِهِ الأُمَّةِ فِي المَالِ، رقم الحدیث: 2336۔

[34] الحشر 59: 9۔

[35] اللیل 92: 18،17